از عدالت عظمیٰ

22اپریل1954

وزیر چند

بنام

ریاست ہماچل پردیش۔(منسلک اپیل کے ساتھ)

مہر چند مہاجن چیف جسٹس مکھرجیا، ویوین بوس، بھگوتی اور وینکٹا راما آئیار جسٹس صاحبان

بھارت کا آئین دفعات 19، 31، 370-مجموعہ ضابطہ فوجداری (ایکٹ V بابت 1898) ذیلی دفعہ 51، 96، 98، 165، 523-آیا جائیداد کی ضابطہ کوڈ کی ذیلی دفعہ 51، 96، 98 اور 165 کے ذریعے منظور نہیں کی گئی ہے، آئین کے آرٹیکل 19 اور 31 کے تحت بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔-اس طرح کے معاملے میں ضابطہ اخلاق کی دفعہ 523 کے تحت درخواست کو مسترد کرنے کا اثر-دفعہ 370 کا اثر۔

بھارتیہ پولیس کے ذریعے تلاشی اور ضبطی سے متعلق توضیعات ضابطہ فوجداری 1898 کے دفعات 51، 96، 98 اور 165 میں موجود ہیں۔ان میں سے کسی بھی دفعات کا کیس کے حقائق اور حالات پر کوئی اطلاق نہیں تھا۔

بھارتیہ پولیس کی طرف سے کسی شہری کی کسی بھی جائیداد کی ضبطی جو اوپر بیان کردہ قانون کے تحت یا کسی دوسرے قانون کے تحت منظور شدہ نہیں ہے، بھارت کا آئین کے آرٹیکل 19 اور آرٹیکل 31 کے تحت شہری کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔یہ پوزیشن اس صورت میں بھی متاثر نہیں ہوتی ہے جب وہ شہری جس کا سامان اس طرح ضبط کیا گیا ہے ضابطہ کی دفعہ 523 کے تحت درخواست دائر کرتا ہے اور اس کی درخواست مجسٹریٹ کے ذریعے مسترد کر دی جاتی ہے۔

آرٹیکل 370 کی توضیعات کے پیش نظر یہ مشکوک ہے کہ آیا جموں و کشمیر میں ہونے والے کسی جرم کی تحقیقات بھارت میں پولیس کر سکتی ہے۔

دیوانی اپیلیٹ دائرہ اختیار: سول اپیل نمبر 129 اور 130 بابت 1952۔

دیوانی متفرق درخواستوں نمبر 12 اور 16 سال 1951 میں شملہ میں ریاست ہماچل پردیش کے جوڈیشل کمشنر کی عدالت کے 26 دسمبر 1951 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیلیں۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.04 13:13
I attest to the accuracy and
integrity of this document

اپیل گزاروں کے لیے اچرورام، (پی ایس سفیر اور ہربنس سنگھ، بشمول)۔

مدعاعلیہ نمبر 1 کے لیے بھارت کے سالیسیٹر جنرل سی کے ڈیفٹری (آر گنپتی آئیر، بشمول)۔

22 اپریل 1954۔عدالت کا فیصلہ مہر چند مہاجن چیف جسٹس کے ذریعے سنایا گیا تھا۔

جوڈیشل کمشنر، ہماچل پردیش کے 26 دسمبر 1951 کے ایک حکم کے خلاف خصوصی اجازت کے ذریعے دو منسلک اپیلیں ہیں، جس میں آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت مینڈمس اور سرٹیریری کی رٹس جاری کرنے کے لیے دو درخواستوں کو مسترد کیا گیا تھا۔

ان دو درخواستوں کو جنم دینے والے حقائق، جن میں سے یہ دو منسلک اپیلیں پیدا ہوتی ہیں، یہ ہیں: ایک ترلوک ناتھ جو ہماچل پردیش میں سال 1949 میں طبعی دواؤں کی جڑی بوٹیوں کو نکالنے، جمع کرنے اور برآمد کرنے کے لیے "ہماچل ڈرگ نرسریز" کے نام اور انداز میں ایک کاروبار چلا رہا تھا۔ وہ ریاست جموں و کشمیر کے مسیز پربھودیال اور گوری شنکر کے لکڑی کے کاروبار میں شراکت داری تھی جو اس ریاست میں "دی کشمیر ووڈس" کے نام اور انداز کے تحت چلتا تھا۔ان کی طرف سے یہ الزام لگایا گیا تھا کہ چمبا میں کاروبار ان کا خصوصی کاروبار تھا جس کے ساتھ شراکت داری فرم "دی کشمیر ووڈس" کو اس سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ پربھودیال کا معاملہ یہ تھا کہ فرم "دی کشمیر ووڈس" کو انہوں نے 1943 میں اپنی واحد ملکیتی کمپنی کے طور پر شروع کیا تھا، کہ بعد میں انہوں نے ترلوک ناتھ مہاجن کو اس کمپنی میں شراکت دار کے طور پر لیا، سال 1949 میں سردار بھگوان سنگھ نے اس کمپنی کے شراکت داروں کو خام ادویات اور جڑی بوٹیوں کی لائن لینے پر آمادہ کیا جو ان کی لائن تھی، کہ بھگوان سنگھ کے ساتھ شراکت دار کے طور پر "دی کشمیر ووڈس" کی چائلڈ کمپنی کے طور پر ایک نئی کمپنی "ہماچل ڈرگ نرسریز" شروع کی گئی تھی، کہ ابتدائی تحقیقات کے بعد چمبا میں یہ کام شروع کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور اس فیصلے کے مطابق جموں فرم کی جانب سے دو فاریسٹ ڈویژنوں کے دو لیز لیے گئے تھے، ایک بھگوان سنگھ کے نام پر اور دوسرا ترلوک ناتھ کے نام پر لیکن اس کام کے لیے مالیات جموں کی پیرنٹ فرم نے فراہم کی تھی۔

یہ الزام لگایا گیا تھا کہ بعد میں ترلوک ناتھ نے جموں کے بہی کھاتوں میں ہیرا پھیری کی جس میں ان کے بڑے بھائی وزیر چند نے فرم کشمیر ووڈس میں 30000 روپے کی جعلی سرمایہ کاری دکھائی گئی تھی اور اس نے دھوکہ دہی سے بہی کھاتوں میں ہیرا پھیری کر کے اور کچھ معاہدے کر کے ترلوک ناتھ نے وزیر چند کو "ہماچل ڈرگ نرسریز" کا واحد مالک بنا دیا اور دوسرے شراکت داروں کی جانکاری کے بغیر چمبا کے کاروبار کو اسے منتقل کر دیا۔ان دعووں کو وزیر چند یا ترلوک ناتھ نے قبول نہیں کیا۔ان کا معاملہ یہ تھا کہ چمبا کمپنی کا واحد مالک ترلوک ناتھ تھا، کہ اس نے پہلے 1949 اور پھر 1950 میں چمبا کے محکمہ جنگلات سے جموں فرم کے لیے نہیں بلکہ اپنے نام سے لیز حاصل کیے، کہ چونکہ اس کا اپنا کوئی سرمایہ نہیں تھا،

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.04 13:13
I attest to the accuracy and
integrity of this document

اس لیےاس نے 30000 روپے کی رقم اپنے بھائی سے ادھار لی اور اسے اس کاروبار میں اس کے ساتھ شراکت دار بنایا اور یہ کہ بعد میں وہ سرمائے میں اپنا حصہ ڈالنے سے قاصر رہا، اس شراکت داری کو 1 اگست 1950 کو ختم کر دیا گیا، اور 20000 روپے کی رقم پر غور کیا گیا۔ وہ ترلوک ناتھ نے، 10 دسمبر 1950 کو تحلیل کے ایک مہر بند دستاویز کے ذریعے، دستبردار ہوا اور منتقل کر دیا گیا، چمبا میں ان کے تمام حقوق وزیر چند کے پاس تھے جو اس طرح چمبا میں اس ادارے سے تعلق رکھنے والے تمام سامان کے واحد مالک بن گئے اور اس کے قبضے میں آ گئے۔

3 اپریل 1951 کو پربھودیال نے جموں میں پولیس کے پاس ایک رپورٹ درج کرائی کہ ترلوک ناتھ نے انکم ٹیکس حکام کے سامنے پیش کرنے کے لیے نقلی حساب کتاب تیار کئے ہیں، اور اس نے مجموعہ تعزیرات بھارت کی دفعہ 406 کے تحت غبن کا جرم کیا تھا۔ جموں وکشمیر ریاستی پولیس نے معاملے کا نوٹس لیا اور تحقیقات کے لیے پولیس کے سب انسپکٹر امر ناتھ کو مقرر کیا۔ تحقیقات کے دوران جموں پولیس 25 اور 26 اپریل 1951 کو چمبا آئی اور چمبا پولیس کی مدد سے دواؤں کی جڑی بوٹیوں کے 269 تھیلے ضبط کیے جن کی قیمت تقریبا 35000 روپے تھی۔ اور کسی مجسٹریٹ یا کسی دوسرے مجاز اتھارٹی کو اطلاع دیے بغیر یا اس سے حکم حاصل کیے بغیر وزیر چند یا اس کے آدمیوں کے حقیقی جسمانی قبضے میں۔ یہ سامان ریاست ہماچل پردیش کے مختلف اسٹیشنوں پر مختلف سپرداروں کے حوالے کیا گیا۔ وزیر چند نے ان ضبطی کے خلاف شدید احتجاج کرتے ہوئے الزام لگایا کہ کی گئی کارروائی غیر قانونی اور دائرہ اختیار کے بغیر تھی اور سامان کو رہا کیا جانا چاہیے لیکن ان کی نمائندگی کا کوئی اثر نہیں ہوا۔

جولائی 1951 کے پہلے ہفتے میں چمبا پولیس نے جموں پولیس کے کہنے پر وزیر چند سے دھوپ کے 25 تھیلے ضبط کیے اور انہیں بھی انہی سپرداروں کے حوالے کر دیا گیا۔ 19 جولائی 1951 کو جموں کے ضلع مجسٹریٹ نے چمبا کے ضلع مجسٹریٹ کو خط لکھ کر کہا کہ "ہماچل ڈرگ نرسریوں" سے ضبط شدہ سامان جموں وکشمیر ریاستی پولیس کے حوالے کیا جائے۔ اس درخواست پر ابھی تک عمل نہیں کیا گیا ہے۔

21 اگست 1951 کو وزیر چند نے بھارت کا آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت شملہ میں ریاست ہماچل پردیش کے جوڈیشل کمشنر کو ایک درخواست دی جس میں استدا کی گئی کہ مینڈمس کی نوعیت کی ایک یا زیادہ رٹس جاری کی جائیں جس میں جواب دہندگان کو ضبط شدہ سامان کی رہائی کا حکم دیا جائے اور ان سامان کی حوالگی کے بارے میں کوئی حکم جاری کرنے سے گریز کیا جائے۔ اس پٹیشن کے زیر التواء ہونے کے دوران جموں پولیس کے کہنے پر چمبا پولیس نے مزید 45 مونڈس کی ادویاتی جڑی بوٹیاں ضبط کیں۔ اس ضبطی کو آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت 20 ستمبر 1951 کو دوسری پٹیشن کے ذریعے چیلنج کیا گیا تھا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.04 13:13
I attest to the accuracy and
integrity of this document

جوڈیشل کمشنر نے ان دونوں پٹیشنوں کوایک ہی فیصلے سے نمٹا دیا۔انہوں نے اپیل کنندہ کی طرف سے مانگی گئی کسی بھی راحت کو دینے سے انکار کر دیا۔فیصلے کی بنیاد اس کے فیصلے کے درج ذیل اقتباس سے ظاہر ہوتی ہے:-

"یہ معلوم کرنے کے لیے کہ آیا ان کھاتوں میں درج اندراجات حقیقی تھے یا جعلی، یا وزیر چند کے مبینہ حق پر ان اندراجات کا کیا اثر ہوا، یا کیا وزیر چند کے طے کردہ معاہدے حقیقی تھے یا غور کے لیے تھے، یہ ضروری ہوگا کہ یہ تمام افراد، اور ایسے گواہ جو اپنے اپنے الزامات کی حمایت میں پیش کرنا ضروری سمجھیں، گواہ خانے میں پیش ہوں۔ درخواست کنندگان کی جانب سے وزیر چند اور ہماچل ڈرگ نرسری کے کچھ مبینہ ملازمین اور جواب دہندگان کی جانب سے پربھودیال، گوری شنکر، بھگوان سنگھ اور جموں وکشمیر پولیس کے ہیڈ کانسٹیبل کی جانب سے متعدد حلف نامے دائر کیے گئے ہیں۔لیکن ان حلف نامے کے مندرجات کی سچائی یا جھوٹ کا پتہ گواہوں سے جرح کے بغیر نہیں لگایا جاسکتا۔ میں اس حد تک نہیں جا سکتا کہ درخواست گزار یہ ثابت کرنے میں ناکام رہے ہیں کہ ضبط شدہ سامان پر ان کا کوئی حق، یا مفاد ہے۔موجودہ سرسری کارروائی میں ایسا کرنا مناسب نہیں ہوگا۔لیکن اتنا ضرور کہا جانا چاہیے کہ اس عدالت کے لیے، اس کے سامنے رکھے گئے مواد پر، یا جسے ممکنہ طور پر سرسری کارروائیوں میں رکھا جا سکتا ہے، اس نتیجے پر پہنچنا ممکن نہیں ہے کہ آیا درخواست کنندگان کو ان کی طرف سے درخواست کردہ ریلیف کا دعوی کرنے کا حق ہے یا نہیں۔لہذا ان کے لیے مناسب تدارک بھارت کا آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت درخواست کے ذریعے نہیں ہے، بلکہ کسی اور کارروائی کے ذریعے ہے، مثال کے طور پر، ایک سول مقدمہ، جو ان کے لیے جاری ہوسکتا ہے۔"

ہمارے سامنے یہ دلیل دی گئی کہ قابل عدالتی کمشنر یہ سوچ کر غلطی پر تھا کہ ضبطی کی قانونی حیثیت کا تعین کرنے اور اس بات کا تعین کرنے کے لیے کہ آیا درخواست گزار کے بنیادی حقوق کی کوئی خلاف ورزی ہوئی ہے، ضبط شدہ سامان میں ملکیت کی حقیقی نوعیت کا تعین کرنا ضروری تھا اور یہ کہ درخواست گزار کو اس وقت تک کوئی راحت نہیں دی جا سکتی جب تک کہ وہ اسے قائم کرنے کے قابل نہ ہو جائے۔ یہ دلیل دی گئی کہ سامان جو درخواست گزار یا اس کے نوکروں، چمبا ادارے کے اصل قبضے سے ضبط کیا گیا ہے، تسلیم شدہ طور پر ترلوک ناتھ یا وزیر چند کے خصوصی کنٹرول میں ہونے کی وجہ سے، اس سوال کا تعین کیا گیا تھا کہ آیا وزیر چند نے دھوکہ دہی سے قبضہ حاصل کیا تھا، اس انکوائری سے متعلق نہیں تھا، اور یہ کہ صرف ایک نقطہ جس پر غور کرنے کی ضرورت تھی وہ یہ تھا کہ آیا ضبطی قانون کے اختیار میں تھی یا دوسری صورت میں، اور اگر انہیں قانون کی کسی بھی توضیعات کے تحت حمایت نہیں کی گئی تھی، تو اس طرح ضبط شدہ سامان کی بحالی کی ہدایت کے لیے فرمان جاری کی جانی چاہیے تھی۔

ہمیں ایسا لگتا ہے کہ یہ تنازعات اچھی طرح سے قائم ہیں۔جواب دہندگان کی طرف سے پیش سالیسیٹر جنرل

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.04 13:13
I attest to the accuracy and
integrity of this document

مجموعہ ضابطہ فوجداری کی توضیعات یا کسی دوسرے قانون کی طرف ہماری توجہ مبذول کرانے میں قاصر رہے جس کے تحت جموں پولیس کے کہنے پر چمبا پولیس ان سامان کو ضبط کر سکتی تھی۔ مانا جاتا ہے کہ یہ ضبطیں کسی مجسٹریٹ کے حکم کے تحت نہیں کی گئیں۔ضابطہ فوجداری کے توضیعات جو چمبا پولیس کو تلاشی لینے اور سامان ضبط کرنے کا اختیار دیتی ہیں، دفعہ 51، 96، 98 اور 165 میں موجود ہیں۔تاہم ان میں سے کسی بھی دفعات کا اس کیس کے حقائق اور حالات پر کوئی اطلاق نہیں ہے۔دفعہ 51 بعض حالات میں گرفتار افراد کی تلاشی کا اختیار دیتی ہے۔اس معاملے میں چمبا پولیس کو قابل سماعت جرم کی کوئی رپورٹ نہیں دی گئی تھی اور نہ ہی وہاں کسی مجسٹریٹ کے سامنے کوئی شکایت درج کی گئی تھی اور نہ ہی چمبا مجسٹریٹ کی طرف سے تلاشی لینے یا کسی شخص کی گرفتاری کے لیے کوئی وارنٹ جاری کیا گیا تھا۔اس طرح، دفعات 51، 96 اور 98 کا اس کیس پر کوئی اطلاق نہیں تھا۔دفعہ 165 دوبارہ اس معاملے کے حالات کی طرف راغب نہیں ہوتا ہے کیونکہ ایہ فراہم کرتا ہے کہ اگر کسی پولیس اسٹیشن کے انچارج افسر کے پاس یہ یقین کرنے کے لیے معقول بنیاد ہے کہ کسی بھی جرم کی تحقیقات کے مقاصد کے لیے ضروری کچھ بھی جس کی وہ تحقیقات کرنے کا مجاز ہے، اس پولیس اسٹیشن کی حدود میں کسی بھی جگہ پر پایا جا سکتا ہے جس کا وہ انچارج ہے، یا جس سے وہ منسلک ہے، اور یہ کہ اس کی رائے میں ایسی چیز بلا جواز تاخیر کے دوسری صورت میں حاصل نہیں کی جا سکتی، تو ایسا افسر اپنے عقیدے کی بنیاد تحریری طور پر درج کرنے اور اس طرح کے تحریری طور پر وضاحت کرنے کے بعد، جہاں تک ممکن ہو جس چیز کی تلاش کی جائے، تلاشی کی جا سکتی ہے یا تلاشی لے سکتا ہے۔اس طرح کے اسٹیشن کی حدود میں کسی بھی جگہ اس طرح کی چیز کی تلاشی کروائیں۔چمبا

پولیس کو اس جرم کی تحقیقات کا اختیار نہیں تھا جس کے بارے میں جموں و کشمیر پولیس کو رپورٹ دی گئی تھی۔ یہ مشکوک ہے کہ آیا آئین کے آرٹیکل 370 توضیعات کے پیش نظر جموں و کشمیر میں ہونے والے کسی جرم کی تحقیقات ہماچل پردیش کے پولیس اسٹیشن کے انچارج افسر کے ذریعے کی جا سکتی ہے۔دفعہ کی طرف سے مقرر کردہ طریقہ کار پر عمل نہیں کیا گیا۔جموں و کشمیر پولیس کے پاس کسی بھی قانون کے اختیار کے بغیر یا کسی قانون کے اختیار کے تحت منظور کردہ کسی مجسٹریٹ کے حکم کے تحت ہماچل پردیش کے علاقے میں جموں و کشمیر میں ہونے والے جرم کی تحقیقات کرنے کا کوئی دائرہ اختیار یا اختیار نہیں تھا۔ہمارے سامنے اس طرح کے کسی اختیار کا حوالہ نہیں دیا گیا تھا۔یہ پورا معاملہ کسی مجسٹریٹ کے حوالے کے بغیر کشمیر پولیس اور چمبا پولیس کے افسران کے درمیان ایک سازشی کاروائی کا معاملہ تھا۔یہ واضح ہے کہ کشمیر اور چمبا پولیس کی طرف سے اپنایا گیا طریقہ کار قانون کے توضیعات کی مکمل خلاف ورزی تھا اور کسی بھی قانونی اختیار کی آڑ میں اس کا دفاع نہیں کیا جا سکتا تھا۔اس طرح، درخواست گزار یا اس کے ملازمین کے قبضے سے اس سامان کی ضبطی آئین کے آرٹیکل 19 اور آرٹیکل 31 دونوں کے تحت اس کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کے مترادف ہے اور اسے آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.04 13:13
I attest to the accuracy and integrity of this document

راحت دی جانی چاہیے تھی۔

اس معاملے میں سالیسیٹر جنرل صرف اتنا زور دے سکتا تھا کہ پربھودیال کے الزام پر چمبا میں ضبط شدہ سامان جموں میں کیے گئے جرم سے متعلق تھا اور ایسی اشیاء ہونے کی وجہ سے جن کے بارے میں جرم کیا گیا تھا، پولیس انہیں ضبط کرنے کی حقدار تھی اور یہ کہ وزیر چند کا ان میں کوئی قانونی حق نہیں تھا۔ یہ فرض کرتے ہوئے کہ ایسا ہی تھا، کسی ایسے شخص کے قبضے میں موجود سامان جو قانونی طور پر اس کے قبضے میں نہیں ہے سوائے اسے قانون کے اختیار کے تحت ضبط نہیں کیا جا سکتا، اور اس طرح کے اختیار کی عدم موجودگی میں وزیر چند کو ان سے محروم نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس ریکارڈ پر رکھے گئے مواد سے یہ واضح معلوم ہوتا ہے کہ جب تک پربھودیال اپنے ان الزامات کو ثابت نہیں کرتے کہ چمبا کا تعلق جموں پارٹنر شپ فرم کا لازمی جز تھا (جس کی حقیقت سے انکار کیا گیا ہے) اور یہ کہ ترلوک ناتھ جو تسلیم شدہ طور پر شراکت داروں میں سے ایک تھے، کو وزیر چند کو جائیداد کے قبضے میں رکھنے کا کوئی حق نہیں تھا، یہاں تک کہ دفعہ 406 کے تحت بھی اس جائیداد کے بارے میں کوئی جرم نہیں کہا جا سکتا تھا۔ جموں پولیس نے کسے بھی ملزم کا جموں میں مجسٹریٹ کے سامنے چالان کیے بغیر، اور کسی مجسٹریٹ سے حوالگی کا کوئی حکم حاصل کیے بغیر (اگر جرم حوالگی کے قابل تھا) چمبا کی طرف پیش قدمی نہیں کر سکی اور چمبا پولیس کی مدد سے سامان ضبط کر لیا اور جموں کے ضلع مجسٹریٹ کی طرف سے چمبا کے ضلع مجسٹریٹ کو لکھے گئے درخواست کے خط کے ذریعے انہیں جموں لے جانے کی کوشش کی۔

آخر میں یہ دلیل دی گئی کہ درخواست گزار نے مجسٹریٹ کو دفعہ 523، مجموعہ ضابطہ فوجداری کے تحت درخواست دی اور اس درخواست کو مسترد کر دیا گیا اور اس حکم کے خلاف نظر ثانی کی درخواست ابھی زیر التوا تھی، اور جب کہ ایک اور دوسرا تدارک کیا گیا تھا، تو آرٹیکل 226 کا فائدہ نہیں اٹھایا جا سکا۔ اس دلیل کو برقرار نہیں رکھا جا سکتا، سب سے پہلے اس حقیقت کے پیش نظر کہ دفعہ 523 کا اس معاملے کے حقائق اور حالات پر کوئی اطلاق نہیں ہے، اور مجسٹریٹ کو درخواست گزار کے سامان کو واپس کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں تھا۔ دوسرا، نظر ثانی کی درخواست کو اس بنیاد پر مسترد کر دیا گیا ہے کہ اس معاملے میں دفعہ 523 کے تحت درخواست گزار کو راحت دینے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں تھا۔

اوپر دی گئی وجوہات کی بناء پر ہم اس اپیل کی اجازت دیتے ہیں، جوڈیشل کمشنر کے حکم کو کالعدم قرار دیتے ہیں اور پولیس کے ذریعے ضبط شدہ سامان کی درخواست گزار کو بحالی کی ہدایت جاری کرنے کے لیے ایک مناسب رٹ کی ہدایت کرتے ہیں۔ اپیل کنندہ کے پاس اپیلوں کے اخراجات اور جو جوڈیشل کمشنر کی عدالت میں اس کے ذریعے کیے گئے اخراجات ہوں گے۔

اپیل کی منظوری دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.04 13:13
I attest to the accuracy and integrity of this document

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.04 13:13
I attest to the accuracy and
integrity of this document